حضرت عباسؑ القاب کے آئینے میں

الحاج مولانا مقبول احمد صاحب قبلہ نوگانوی ممتاز الافاضل (سویڈن)

حضرت ابوالفضل العباسؑ مختلف القاب کے حامل تھے جن میں ہر لقب اپنی حیثیت سے فضیلت و شرف کا باعث ہے۔ اور وجہ تسمیہ رکھتا ہے۔ خود آپ کا اسم گرامی عباس، جس کے معنی جنگل کے شیر کے ہیں۔ لڑائی کے میدان میں ان کو شیر غضبناک سے تعبیر کرتے تھے۔ عباسؑ کے معنی چیرنے والے شیر کے بھی ہیں۔ آپ کے گیارہ القاب ہیں جو کتابوں سے دستیاب ہوئے ہیں جن کو مع وجہ تسمیہ ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ ابوالفضل۔ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ بہت سی فضیلتوں کے حامل تھے یا اس لئے کہ آپ کے ایک بیٹے کا نام فضل تھا جو ظاہری یا باطنی کمالات کے حامل تھے۔

۲۔ ابوالقربہ۔ اس لئے کہتے ہیں کہ بچپن سے ہی سقائی کرتے تھے، اور کلمہ قربہ بروزن زندہ بمعنی مشک ہے اس ضمن میں آپ کے بچپن کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے۔ کہ ایک روز مسجد میں جناب امیر علیہ السّلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپؑ کی نگاہ حضرت امام حسین علیہ السّلام پر پڑی آپؑ نے قنبر کو فرمایا کہ حسینؑ کو پیاس معلوم ہوتی ہے جلدی سے پانی لاؤ۔ یہ آواز حضرت عباسؑ نے بھی سن لی دوڑ کر گھر تشریف لائے اور ماں سے پانی کا جام طلب کیا کہ مجھے جلدی پانی دیجئے کیونکہ میرا آقا حسینؑ پیاسا ہے اور بابا نے قنبر کو پانی لانے کا حکم دیا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ حسینؑ کا سقا میرے علاوہ کوئی اور ہو جائے۔ پس قنبر سے پہلے آپؑ نے پانی پیش کیا۔ اس طرح کہ کوزۂ آب سر پہ رکھا اور ہاتھوں سے سنبھالے ہوئے اس طرح لائے کہ پانی چھلک رہا تھا۔ اور آپ کے کپڑے پانی میں بھیگ رہے تھے۔ جب امیرالمومنینؑ کی نظر آپ پر اس عالم میں پڑی تو رو دئے۔ اصحاب نے عرض کیا مولاؑ آپ گریہ کیوں فرما رہے ہیں، یہ تو خوشی کا موقع ہے کہ بھائی بھائی کی مدد کر رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ جس طرح آج عباسؑ پانی لا رہا ہے اسی طرح ایک دن کربلا میں میرا عباسؑ حسینؑ اور حسینؑ کے بچوں کی سقائی کرے گا اور اسی طرح اس کے کپڑے اس کے خون میں تر ہوں گے۔ کربلا میں آپؑ نے ایسی سقائی کی کہ سقائے سکینہؑ قیامت تک آپؑ کا لقب ہو گیا۔ اور مشک سکینہؑ علم عباسؑ کا جزء بن گئی۔

۳۔ قمر بنی ہاشم ۔ چونکہ آپؑ کی صورت تاریک رات میں مثل چاند کے چمکتی تھی۔ آپؑ کا چہرہ دلکش اور صورت زیبا تھی جس کو اطلس کہتے تھے۔ اس لقب کے ضمن میں تاریخوں میں ایک واقعہ نظر آتا ہے۔ کہ جنگ صفین میں امیرالمومنینؑ کی طرف سے ایک نقاب پوش نکلا اس کے مقابلہ کو معاویہ نے ابن شعثا کو بھیجنا چاہا اس نے کہا لوگ مجھے ایکہزار سواروں کے برابر تصور کرتے ہیں تو مجھے اس نقاب پوش سے لڑنے کو بھیجتا ہے۔ میرے سات بیٹے ہیں ان میں سے ایک کو بھیجے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے بڑے بیٹے کو اشارہ کیا۔ نقاب پوش نے پہلے دشمن کے وار کو رد کیا اور ایک نیزہ مارا کہ حریف کو گھوڑے سے گرا کر واصل جہنم کیا۔ پھر دوسرا لڑکا آیا وہ بھی واصل جہنم ہوا۔ پے در پے سات لڑکوں کا داغ ابن شعثا کو اٹھانا پڑا۔ غصہ سے جھومتا ہوا خود میدان میں آیا فارس میدان شجاعت نقاب دار رعب وجلالت نے دشمن کا وار تلوار پر روکا نیزہ قلم ہوکر گرا اور دوسرا ہاتھ سر نابکار پہ لگایا کہ فرق نحس دور گرا۔ لشکر میں غل مچ گیا۔ لہذا علیؑ ابن ابیطالبؑ یہ تو علیؑ ہیں دوسرے کے ہاتھ میں اتنی صفائی کہاں۔

حضرتؑ نے جب یہ سنا تو گھوڑا بڑھا کر تشریف لائے اور سوار کو قریب بلایا اور نقاب الٹ کر فرمایا لہذا قمر بنی ہاشم مطلب یہ تھا علیؑ تو نہیں ہے، علیؑ کا چاند قمر بنی ہاشم ہے۔ عجب نہیں کہ اسی روز سے یہ لقب مشہور ہو گیا ہو۔

۴۔ عبد صالح ۔ مقاتل الطالبین میں روایت ہے کہ "بین عینیہ اثر السجود" ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان تھا۔ ابن جوزی نے ہشام بن محمد سے اور انھوں نے قاسم بن اصبغ مجاشی سے روایت کی ہے کہ جب شہیدوں کے سر کوفہ لائے گئے تو میں نے ایک سر کو دیکھا کہ نہایت خوبصورت اور وجیہ تھا اور اس کی صورت مثل چاند کے چمکتی تھی اور سجدہ کا نشان اس کی پیشانی پہ تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ سر کس کا ہے۔؟ ایک شخص نے کہا کہ یہ عباس بن علیؑ کا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں حرملہ بن کاہل الاسدی ہوں زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ میں نے حرملہ کو پھر دیکھا، اس وقت اس کی صورت مثل کوئلہ کے سیاہ ہوگئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہوئی کہ تمھاری صورت مسخ ہوگئی۔ اس نے جواب دیا کہ جب سے میں نے سر کو نیزہ پر رکھا ہے اور جگہ جگہ پھرایا میری صورت سیاہ ہوگئی جیسی کہ تم اب دیکھتے ہو۔ ان روایتوں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عباسؑ اسقدر عبادت فرماتے تھے کہ ان کی پیشانی پہ سجدہ کا نشان پڑ گیا تھا اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ اس مقدس باپ کے بیٹے اور اس بزرگ کے بھائی تھے۔ جو ایک رات میں ہزار ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ السّلام علیک ایھا العبد الصالح المطیع للہ ولرسولہ ولامیرالمومنینؑ والحسنؑ والحسینؑ۔

۵۔ المواسی ۔ مواسات کے بارے میں امام زین العابدینؑ کا یہ فرمان ہی کافی ہے جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ خداوند میرے چچا پر رحمت نازل فرمائے۔ جنھوں نے اپنے بھائی کے لئے شایان شان جنگ کی جذبۂ فداکاری کا مظاہرہ کیا اور اپنے کو حضرت امام حسینؑ پر قربان کر دیا اور اپنے دونوں بازو کٹائے اللہ نے اس کے عوض انھیں دو بازو عطا کئے ہیں جس کی مدد سے وہ جنت میں ملائکہ کے ہمراہ محو پرواز رہیں گے۔

۶۔ الفادی (فداکار) آپؑ نے کربلا میں امام حسینؑ اور ان کے اہلبیت کے لئے جس فداکاری کا مظاہرہ فرمایا ہے اس کی مثال پوری تاریخ انسانیت میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آپ نے نہایت بہادری سے جنگ فرمائی اور اسّی آدمیوں کو قتل کیا۔ نہر پہ پہونچ گئے اپنے گھوڑے کو پانی میں اتارا اور یہاں آپ کی فضیلت فداکاری کا پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ کا گھوڑا پیاسا تھا مگر پانی نہ پیتا تھا آپؑ نے

چُلو میں پانی لیا اور گھوڑے کے منھ کے نزدیک لائے کہ پانی پئے اور اپنے دل میں کہا کہ اے عباسؑ جب تک تیرا آقا حسینؑ اور ان کے بچے پیاسے ہیں تو کس طرح پانی پی سکتا ہے۔ آپ نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم میں پانی نہیں پیوں گا جب تک میرے آقا حسینؑ پیاسے ہیں آپؑ نے چُلو کے پانی کو نہر میں پھینک دیا، مشک میں پانی بھرا اور نہر سے واپس آئے دشمنوں نے آپ کا راستہ روکا اور چاروں طرف سے گھیر لیا جب آپ کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر چہ تم نے میرا داہنا ہاتھ قطع کر دیا ہے لیکن میں ہمیشہ اپنے دین کی حفاظت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ بایاں ہاتھ بھی قطع ہو گیا اور آپؑ دین پر فدا ہو گئے۔

۷۔ **اطاھی**۔ حمایت کرنے والا۔ پشت پناہی کرنے والا حضرت ابو الفضل العباس علیہ السّلام مشہور روایت کی بنا پر امیر المومنینؑ علیہ السّلام کی تمنا کا ثمرہ تھے آپؑ نے اپنے بھائی جناب عقیل سے خواہش ظاہر کی تھی کہ میں کسی بہادر خاندان میں شادی کرنا چاہتا ہوں جس سے ایک ایسا فرزند پیدا ہو جو فرزند رسولؐ حسینؑ کی کربلا میں مدد کرے، کربلا میں نصرت کرے، جناب عقیل نے اس خاندان کا جو ام البنینؑ کا خاندان تھا، پتہ دیا اور حضرت علیؑ نے حضرت ام البنینؑ کا انتخاب اپنی زوجیت کے لئے کیا۔ تاکہ بہادر اور صاحب غلبہ لڑکا پیدا ہو۔ حضرت ام البنینؑ نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تھا۔ اس لئے اپنے شوہر کی اطاعت میں اور اولاد کی پرورش بالخصوص عباسؑ کی تربیت میں انتہائی دلچسپی لیتی تھیں۔ حضرت عباس سے حضرت علیؑ کو بیحد محبت تھی۔ حضرت ام البنینؑ نے جب یہ دیکھا تو خود بھی بوجہ اس کے کہ عباسؑ حضرت علیؑ کی اولاد ارشد میں سے تھے ان کی تربیت نہایت محبت سے فرمائی۔ حضرت علیؑ نے بھی عباس کی تربیت اس مقصد سے کی تھی کہ وہ اپنے بھائی حسینؑ کی مدد اور حمایت اس وقت کریں جب وہ میدان میں تنہا رہ جائیں اور برابر ان کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔ عباسؑ اپنے فرض کو اچھی طرح جانتے تھے وہ ہمیشہ اپنے بھائیوں کی فرمانبرداری جان و دل سے کرتے تھے۔ اور نہایت خندہ پیشانی اور فروتنی سے اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ حضرت عباسؑ نے پدر بزرگوار کی طرح ہر موقع پر نمایاں مردانگی و جرأت سے کام لیا۔ عباسؑ اسی طرح حضرت امام حسینؑ کے پُشت پناہ تھے۔ جس طرح حضرت علیؑ جناب رسالتمآبؐ کے پشت پناہ تھے۔ حضرت عباسؑ نے کربلا کی جنگ میں وہی استقلال شجاعت، ثبات، پامردی اور دشمن کے ٹڈی دل لشکر کے مقابلہ میں بے خوفی کی وہی مثال پیش کی جو ان کے والد ماجد حضرت علیؑ نے بدر، احد خندق اور خیبر کی جنگوں میں بے خوفی کے نمونے پیش کئے۔

حضرت علیؑ نے جناب رسولؐ خدا کے بستر پر سو کر آنحضرتؐ کے لئے فداکاری کا ثبوت دیا۔ اسی طرح حضرت عباس نے روز عاشورہ امام حسینؑ کے بچوں کے لئے پانی لانے کی کوشش میں اپنی جان فدا کر دی

جس طرح ان کے پدر بزرگوار دشمن کی مبارزت طلبی پر تنہا چلے گئے اسی طرح عباسؑ حملہ آور دشمن کے لشکر کی طرف مہلت حاصل کرنے کے لئے تنہا گئے اور مہلت حاصل کی۔

۸۔ **الواقی**۔ نگہبان و محافظ۔ عباسؑ جہاں لشکر کے سردار، پیاسوں کے سقا تھے وہاں مخدرات عصمت کے خیموں کے محافظ تھے اور جس وقت امام حسینؑ سوار ہوتے یا اترتے تھے۔ حضرت عباسؑ مستعدی سے کھڑے رہتے تھے اور ہر ایک کو سوار کراتے تھے اور اتارتے تھے اور سب قافلے والوں کی نگہبانی کرتے تھے۔

۹۔ **الساعی**۔ آپ امام حسینؑ مخدرات عصمت اور بچوں تک کی خدمت کرنے کی ہمیشہ تلاش و جستجو میں رہتے تھے۔ اور جب تک خدمت انجام نہیں دے لیتے تھے چین نہیں آتا تھا۔ پانی خیمہ تک پہونچانے کی کوشش بھی آپ کی آخری دم تک رہی دونوں ہاتھ

قطع ہو جانے پر بھی مشک دانتوں سے دبا کر خیمہ کا رُخ کیا لیکن جب دشمن کا تیر مشک سکینہ پر لگا اور پانی بہہ گیا اس وقت آپ مجبور ہو گئے

(۱۰) باب الحوائج ۔ حضرت عباسؑ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد ہمیشہ امام حسینؑ کے پاس رہتے تھے ۔ اور ان کے لئے بمنزلہ وزیر تھے، تمام امور زندگی اور معاملات ملی عباسؑ کے توسل سے طے کئے جاتے تھے ۔ ضرورتمند لوگ حضرت عباسؑ کی خدمت میں اپنی حاجتیں پیش کرتے تھے ۔ اس وجہ سے ان کو باب الحوائج و باب الحسینؑ کہہ کر پکارا جاتا تھا جس طرح حضرت علیؑ جناب رسولؐ خدا کے دربار کے باب الحوائج تھے اسی طرح عباسؑ حضرت امام حسینؑ کے دربار کے باب الحوائج تھے ۔

شہدائے کربلا زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں سے روزی پاتے ہیں ۔ لہذا عباسؑ کا رول زندگی میں اور بعد شہادت یکساں ہے ۔ حضرت عباسؑ کی بارگاہ دعا کے قبول ہونے کا وسیلہ ہے اور وہ باب الحوائج ہے جہاں اس قدر کرامات ظہور میں آئے ہیں ۔ کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے ۔

(۱۱) حامل اللواء ۔ روز عاشورہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی گنتی کی فوج کا جس کا مقابلہ ایک بے شمار لشکر سے تھا علم اپنے بھائی عباسؑ کو دیا ۔ جو سب سے زیادہ قوی اور بہادر تھے ۔ حضرت عباسؑ قلب لشکر میں علم لے کر کھڑے ہو گئے ۔ اور اپنے بھائی کی نصرت میں جان کی بازی لگا دی اسی وجہ سے ان کو علمدار دشت کربلا کہتے ہیں دسویں محرم کی صبح سے جس وقت دشمن کا حملہ شروع ہوا ۔ عباسؑ پرچم حسینؑ کی نہایت سرگرمی سے حفاظت کرتے رہے ۔ اور جو کوئی گزند آپ کو پہونچی تھی اس کو دینی خدمت انجام دینے کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے تھے ۔ عباسؑ نے پرچم کی حفاظت کرنے میں اپنی بہادری اور جانبازی ثابت کر دی اور فتح امام حسینؑ کو ہوئی ہر سال محرم میں آگے آگے علمدار کا علم اور پیچھے روضہ کی شبیہہ، تعزیہ، تابوت، ذوالجناح ہوگا ۔ گویا اس دستور کو یاد دلا کر فرزند نبیؐ کا غم ہدایت کرتا ہے کہ رسولؐ کے علمدار فوج کو رسولؐ سے علٰحدہ نہ کرنا ورنہ قیامت میں دھوکا کھاؤ گے ۔ سردار عالم اور علمدار سپاہ کے اتحاد کی یہ کامل مثال ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ علمدار نے اپنے سردار کے ساتھ وہ رفاقت دکھائی کہ چودہ سو برس گزر گئے مگر آج بھی وہی اتحاد ہے کہ اگر کسی عزادار کو امام حسینؑ کا تعزیہ رکھنے کی توفیق ہوتی ہے تو عباسؑ کا علم ضرور نصب کرتا ہے گویا علمدار حسینی نے ثابت کر دیا کہ میرے پدر بزرگوار نے جس طرح رسولؐ خدا کی شرکت کی ہر خدمت میں میں نے بھی اپنے آقا مظلوم کا مصیبت میں ساتھ دیا اور کبھی زندگی میں جدا نہ ہوا ۔ اس وفا کا ثمر ملا کہ ہر عزادار تعزیہ کے ساتھ علم کو لازمی جانتا ہے ۔ اور اس کی یہ تمنا ہے ۔

اہل نظر کی آج ستاروں پہ ہے نظر
ممکن ہے کامیاب رہے چاند کا سفر
ہیں اپنی اپنی فکر میں ہر قوم کے بشر
مردان حق پرست کا جانا ہوا اگر
عباسؑ نامور کا علم لے کے جائیں گے
ہم چاند میں حسینؑ کا غم لے کے جائیں گے
(نجم آفندی)